مدرسہ آرڈیننس کا مقصد مدارس کو سرکاری تحویل میں لینا ہے

ناظم اعلیٰ وفاق مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے مدارس سے متعلق اسلام اخبار کو ایک انٹرویو دیا، ذیل میں وہ انٹرویو اور روزنامہ اسلام کا افتتاحیہ پیش خدمت ہے۔(ادارہ)

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے پوتے اور انہی کے قائم کردہ عظیم مدرسہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں علمی، عملی اور انتظامی صلاحیتوں سے نوازا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ کئی سال سے وفاق المدارس العربیہ جو پاکستان میں موجود مدارس کی سب سے بڑی تنظیم ہے اس کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ حالیہ دنوں میں مدارس کے خلاف عالمی اور حکومتی پروپیگنڈا مہم کے سدباب کے لیے قاری صاحب نے جو بے باکی اور ثابت قدمی دکھائی وہ انہی کا حصہ ہے۔ انہوں نے حکومت سے مذاکرات کے دوران اہل مدارس کا موقف نہایت مدلل انداز میں پیش کیا۔ حال ہی میں حکومت نے مدرسہ آرڈیننس جاری کیا ہے جو یقیناً مدارس دینیہ کی آزادی سلب کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے حضرت قاری صاحب مدظلہ سے خصوصی انٹرویو کا اہتمام کیا جو نذر قارئین ہے۔

س: دینی مدارس معاشرے کا اہم ستون کس طرح ہیں؟

ج: جی وہ اس لحاظ سے کہ دیکھیے اسلامی معاشرہ اسلام کی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے اور اسلام کے مراکز یہ دینی مدارس ہیں، مسلم معاشرہ وہی کہلائے گا جس کے اندر اسلام کی روح ہوگی جس میں اسلامی احکامات پر عمل ہوگا جس کا اسلام سے تعلق ہوگا وہی مسلم معاشرہ کہلائے گا اور اس مسلم معاشرے کو بنانے میں، اس کو سنبھالنے میں، اس کو آگے ترقی دینے میں، ان دینی مدارس کا بہت بڑا کردار ہے۔ پھر یہ دیکھیں کہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور جب پاکستان ایک نظریاتی اسٹیٹ ہے تو اس نظریے کا دفاع، اس نظریے کا تحفظ، اس نظریے کا پرچار، اس نظریے کی اشاعت یہ سب دینی مدارس کرتے ہیں، تو پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے اور اسلام کی بنیاد دینی مدارس ہیں تو اس لحاظ سے دینی مدارس وطن عزیز کا اہم ستون ہیں۔ دینی مدارس کا ہمارے معاشرے میں اہم کردار ہے، برصغیر کی آزادی پاکستان کے قیام اور پاکستان کے استحکام میں بھی دینی مدارس کا ناقابل فراموش کردار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ برصغیر سے انگریز کو نکالنے میں اور استعمار کے خلاف علماء حق کی مساعی اور دینی مدارس کا کردار چونکہ اتنا واضح ہے کہ جس کی بناء پر برصغیر میں آج ہم آزاد فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں، یہ سب دینی مدارس کی برکت اور علماء حق کی قربانیوں کا نتیجہ ہے، دینی مدارس کے خلاف جو کچھ بھی اب ہو رہا ہے یہ شاید انہی قوتوں کے اپنے انتقام کا پروگرام ہے کہ جن مدارس نے، جن علماء نے ہمیں اس برصغیر سے نکالا ہے ہم ان سے انتقام لیں گے، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ساری انتقامی کارروائی ہے مدارس نے جو یہاں خدمات انجام دی ہیں ان سب سے بڑی بات دینی علوم اور اسلامی علوم کا تحفظ ہے، اسلامی علوم کی نشر و اشاعت ہے اور مسلمانوں کا اسلام سے اور دین سے والہانہ تعلق ہے اور ان کے اندر جذبہ جہاد اور اس کے اندر دین کے لیے قربانی اور مر مٹنے کا جذبہ ہے ان تمام چیزوں کو زندہ رکھنے میں تابندہ رکھنے میں دینی مدارس کا بڑا کردار ہے۔ یہ جو پاکستان میں دینی مدارس کے خلاف پابندیاں اور رجسٹریشن کا قانون ہے میں سمجھتا ہوں کہ مغرب کے دباؤ پر پاکستان کی آزادی اور دینی مدارس کی آزادی

اور خود مختاری کو ختم کرنے کا پروگرام ہے اور دینی مدارس کو سرکاری کنٹرول اور سرکاری تحویل میں لینے کا ہے اور یہ منصوبہ آج سے نہیں بلکہ یہ منصوبے بڑے عرصے سے جاری ہے۔

س: عالمی میڈیا اور بہت سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ دینی مدارس دہشت گرد پیدا کر رہے ہیں؟

ج: میں نے عرض کیا کہ یہ سب اس عالمی سازش کا حصہ ہے اور آج کل کا طریقہ واردات بھی یہی ہے کہ پہلے میڈیا کے ذریعے ذرائع ابلاغ سے وسیع پروپیگنڈہ کر کے ایک ذہن بنایا جاتا ہے تاکہ آنے والے حالات میں جو آپ نے اقدامات کسی کے خلاف کرنا ہیں تو اس اقدام کا جواز آپ پہلے سے مہیا کریں اور ذہن سازی کر لیں کہ اس سے اختلاف نہ کرے، کوئی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائے، تو یہ منفی پروپیگنڈہ جو دینی مدارس کے خلاف ہے یہ اصل میں اسی سازش کا حصہ ہے کہ ان کے چہرے کو داغ دار کیا جائے، حالانکہ دہشت گردی سے، فرقہ داریت سے، فرقہ وارانہ فسادات سے ان کا دور سے بھی تعلق نہیں ہے جتنے لوگ اس میں ملوث ہیں یا پکڑے گئے ہیں اور حکومت کا دعویٰ کہ انہوں نے یہ کیا ہے تو ان کا دینی مدارس سے کوئی تعلق نہیں ہے، حالانکہ یہ دہشت گردی دینی مدارس پر مسلط کی گئی ہے، دینی مدارس کے لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کے باوجود دینی مدارس کو مجرم بنایا جا رہا ہے بدنام کیا جا رہا ہے تاکہ ان کے خلاف ایک ذہن تیار ہو اور پھر دینی مدارس کے خلاف کوئی اقدام کیا جائے عالمی طاقتیں بھی ایسا ہی کر رہی ہیں کہ جس ملک کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرنی ہو اس کے خلاف پہلے عالمی میڈیا کے ذریعے جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے پھر اس کے خلاف کوئی اقدام کیا جاتا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے۔

س: دینی مدارس کا نصاب جو اس وقت پڑھایا جا رہا ہے یہ عصری تقاضوں سے کہاں تک ہم آہنگ ہے؟

ج: دیکھیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو نصاب ہے یہ جامد نہیں ہے ہمارے مدارس کے نصاب میں وقت کے ساتھ ساتھ الحمدللہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ہمارے ہاں مستقل نصاب کمیٹی ہے اور آج کل بھی ہمارے نصاب پر نظر ثانی ہو رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ دینی مدارس کا جو نصاب ہے اس میں جہاں دینی علوم ہیں وہاں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق عصری علوم بھی اس میں ہیں، متوسطہ یعنی مڈل تک ہمارے نصاب میں انگلش بھی ہے ریاضی بھی، معاشرتی علوم بھی اردو بھی اور اب وفاق المدارس کی مجلس عاملہ نے یہ طے کیا ہے کہ وہ میٹرک تک عصری علوم کو اپنے نصاب میں شامل کریں اور میٹرک تک ایک بنیادی تعلیم آجاتی ہے اس کے بعد اسپیشلائزیشن ہے تو امید ہے کہ انشاء اللہ آئندہ سال سے وفاق المدارس کے نصاب میں ثانویہ عامہ تک یہ عصری مضامین شامل ہوں گے اسی طرح ہمارا ہر طالب علم میٹرک تک کی بنیادی تعلیم سے بھی آراستہ ہو گا اس سے ہمارا نصاب اور زیادہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہو جائے گا۔

س: عصری علوم تو پہلے بھی وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہیں تو اب مزید آپ ان عصری علوم کو کہاں تک وفاق کے نظام میں شامل کرنا چاہتے ہیں؟

ج: ہمارے نصاب میں جو عصری مضامین ہیں جیسے میں نے پہلے آپ کو عرض کیا کہ انگلش ہے ریاضی ہے، اردو ہے، معاشرتی علوم ہے یہ پہلے متوسطہ میں تھے مڈل تک نویں اور دسویں تک نہیں تھے تو اب آئندہ نویں اور دسویں بھی وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہو گئی اور یہ مضامین ثانویہ عامہ تک پڑھائے جائیں گے۔

س: کیا یہ عصری علوم کی وفاق کے نصاب میں شمولیت حکومتی دباؤ کا نتیجہ تو نہیں ہے؟

ج: نہیں یہ ہمارے اپنے پروگرام میں شامل ہے، یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہم نے حکومت سے کہہ دیا تھا کہ ہم اپنے نصاب میں کوئی تبدیلی آپ کے دباؤ پر آپ کے کہنے پر نہیں کریں گے البتہ جو بھی کوئی معقول تجویز ہو گی اس پر ہم ضرور غور کریں گے اور اس پر غور کرنے

کے بعد فیصلہ جو کریں گے وہ آزادانہ طور پر خود کریں گے، وفاق المدارس کی عاملہ اور وفاق المدارس کے ذمہ داروں کے سامنے یہ بات آج سے کئی سال پہلے تھی کہ ہم ایک ضروری حد تک عصری مضامین اپنے نصاب میں ضرور شامل کریں گے، حکومت کہتی یا نہ کہتی حکومت نے اب چھ ماہ پہلے زیادہ زور سے کہنا شروع کیا ہے ورنہ وفاق المدارس کے نصاب میں تو یہ عصری مضامین ۷ سال سے شامل ہیں، جب ہم نے یہ مضامین متوسطہ میں شامل کیے تو ہمارے ذہن میں اس وقت تھا کہ ہم رفتہ رفتہ اس کو ثانویہ عامہ یعنی میٹرک تک اس کو ضرور لے کر جائیں گے تو یہ ہمارے اپنے پروگرام کا حصہ ہے۔

س: میٹرک تک مضامین جو آپ وفاق المدارس کے نصاب میں شامل کر رہے ہیں اس کے لیے آپ اپنا نصاب ترکیب دیں گے یا وہی نصاب پڑھائیں گے جو گرامر اسکولز میں پڑھایا جاتا ہے۔

ج: ہماری عاملہ کی نصاب کمیٹی اس پر غور کر رہی ہے اور حکومت سے مذاکرات میں بھی یہ معاملہ زیر بحث آیا تھا تو ہم نے حکومت سے یہ بات کہی تھی کہ آپ سرکاری سطح پر ایک کمیشن قائم کریں حکومتی سطح پر جس میں علماء بھی ہوں اور عصری تعلیم کے ماہرین بھی ہوں اور وہ پہلی سے لے کر دسویں تک کا ایک نصاب تیار کرے وہی نصاب مدارس میں بھی پڑھایا جائے اور وہی نصاب اسکولوں میں بھی پڑھایا جائے اور اس کے اندر جہاں عصری چیزوں کا خیال رکھا جائے وہاں دینی چیزوں کا بھی خیال رکھا جائے اور کوشش کی جائے کہ وہ نصاب دینی اقدار سے بھی ہم آہنگ ہو اور وہ نصاب شریعت کے مطابق ہو، قرآن وسنت کے مطابق ہو تو اس تجویز کو حکومت نے منظور کیا ہے اور طے کیا ہے کہ حکومت ایک ایسا کمیشن بنائے گی جس میں دینی علوم کے ماہرین علماء بھی ہوں گے اور عصری علوم کے ماہرین بھی اور جب تک ایسا کمیشن نہیں بنتا اس وقت تک ہمارے ہاں زیر غور یہ ہے کہ جو مروج نصاب ہے ملک کے اندر، ہم اسی کو اپنے مدارس کے اندر پڑھائیں گے۔

س: دینی مدارس کا جو نصاب ہے اس کو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ یہ مکمل ہے یا اس میں مزید ترمیم کی ضرورت ہے؟

ج: میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا نصاب الحمدللہ جامع ہے اور اگر کوئی تھوڑی بہت تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ وقت کے ساتھ ہمارے اکابر ہمارے علماء غور وخوض کر کے کرتے رہتے ہیں۔ مجموعی اعتبار سے ہمارا نصاب جامع ہے، مکمل ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

س: موجودہ دور کے علمی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے آپ طلبہ کو کس طرح تیار کر رہے ہیں؟

ج: دیکھیں جی سب سے پہلے تو ہم چاہتے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ طلبہ کا اپنے اللہ سے تعلق مضبوط ہو اور طلبہ کا ایمان اور یقین اور ان کا اپنے دین پر اعتقاد میں اضافہ ہو، دوسرا اہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے طلبہ رسوخ فی العلم حاصل کریں، خوب محنت کے ساتھ شوق کے ساتھ پڑھیں، اس لیے کہ جتنے یہ مضبوط عالم بنیں گے اتنا ہی یہ قوم کی بہتر رہنمائی حاصل کر سکیں گے، تیسرا ہم اپنے طلبہ کو موجودہ حالات کے چیلنجز میں مستقبل کے جو خطرات ہیں ہم وقتاً فوقتاً اس سے ان کو آگاہ بھی کر رہے ہیں باخبر بھی کر رہے ہیں، آنے والے حالات کے طوفانوں اور فتنوں کے لیے ہمارے ادارے ہمارے اساتذہ ان طلبہ کو تیار بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ان طلبہ نے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں اپنے علم پر بھی توجہ دی اپنی تربیت پر بھی توجہ دی تو مجھے امید ہے کہ آنے والے جتنے بھی حالات ہیں چیلنجز ہیں ان سے ہمارے طلبہ مقابلہ کریں گے، سب سے بڑا چیلنج تو یہ ہے کہ مسلمان کا وجود خطرے میں ہے اس کو کس طرح حکمت عملی کے ساتھ آگے لے کر چلنا ہے اس کے لیے انشاء اللہ تعالیٰ یہ طلبہ اگر صحیح معنوں میں تیار ہوئے تو یہ ان حالات کا مقابلہ کریں گے۔

س: حکومت جو دینی مدارس کو سرکاری کنٹرول میں لینا چاہتی ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ واضح طور پر اس کے پیچھے امریکی ہاتھ ہے؟

ج: دیکھیں جی بات یہ ہے کہ چند دن پہلے یعنی چھ جولائی کو جب حکومتی ٹیم سے ہمارے مذاکرات ہوئے تو ہم نے اس وقت حکومتی ٹیم کو کھل کر یہ بات کہی کہ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں یہ امریکا کے دباؤ پر کر رہے ہیں تو اس کا حکومت کے وزراء نے انکار کیا۔ ہم نے یہ کہا کہ آپ کا یہ انکار ہمیں صحیح نہیں نظر آتا اس لیے کہ آپ رجسٹریشن کا جو قانون لا رہے ہیں اس سے پہلے دینی مدارس سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوتے رہے اور ستر فی صد مدارس رجسٹرڈ ہیں، صرف تیس فی صد مدارس رجسٹرڈ نہیں ہیں اور وہ بھی اس لیے کہ ۱۹۹۰ء سے حکومت نے رجسٹریشن پر پابندی لگائی ہوئی تھی ہم نے حکومت سے یہ کہا کہ یہ قانون امتیازی طور پر آپ صرف ہمارے لیے لا رہے ہیں جبکہ این جی اوز اسی قانون کے تحت رجسٹرڈ ہو رہی ہیں اور تمام جماعتیں اور تنظیمیں اسی قانون کے تحت رجسٹرڈ ہو رہی ہیں، اس طرح اس قانون کے تحت جو ادارے پہلے رجسٹرڈ ہوتے تھے وہ اب بھی ہو رہے ہیں، کسی کے لیے بھی آپ رجسٹریشن کا نیا قانون نہیں بنا رہے، صرف آپ دینی مدارس کے لیے رجسٹریشن کا نیا قانون بنا رہے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ لوگ تو پہلے بھی یہاں موجود تھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر بیرونی دباؤ ہے جس کی بناء پر آپ یہ کر رہے ہیں اس لیے کہ بیرونی دنیا جانتی ہے کہ جب تک یہ مدارس قائم ہیں اس وقت تک ہم مسلمانوں کو دین سے دور نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کے اندر جو جذبہ جہاد ہے ہم اس کو ختم نہیں کر سکتے اس لیے حکومت لاکھ انکار کرے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بیرونی دباؤ ہے جس کے تحت حکومت یہ اقدام کر رہی ہے اور یہ دباؤ تو اب یوں کہنا چاہیے کہ سو فی صد ہے اور یہ دباؤ تو اس حد تک ہے کہ خود حکومتی ادارے بیرونی آقاؤں کے ہاں جواب دہ ہیں، وہ جہاں چاہتے ہیں اپنی مرضی سے جہاں چاہیں مداخلت کریں جس کو چاہیں وہ پکڑ کر یہاں سے لے جائیں تو اس لحاظ سے یہ نہ صرف پاکستان کی آزادی اور خود مختاری کے لیے خطرہ ہیں بلکہ یہ پاکستان کے وجود اور اس کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں، پاکستان کی خود مختاری کہاں رہی، اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ان بیرونی قوتوں کے چنگل سے آزاد کرائے جو پاکستان کے وجود کو چٹ کر جانا چاہتی ہیں۔

س: آپ حکومت کے ساتھ مذاکرات میں شریک رہے ہیں تو رجسٹریشن کے حوالے سے حکومت کا کیا موقف تھا؟ اور علماء کرام نے اس کا کیا جواب دیا؟

ج: رجسٹریشن کے حوالے سے حکومت کا موقف یہ تھا کہ جو پرانا قانون سوسائٹی ایکٹ ہے وہ آج کل کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے اس لیے اس کو اب ہم اپ ڈیٹ کرنا چاہتے ہیں، نیا قانون ہم اس لیے لا رہے ہیں، دوسرا انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے پاس دینی مدارس کے کوائف نہیں ہوتے، ہمیں نہیں معلوم کہ کہاں کہاں کون کون کس کس درجے کا مدرسہ ہے تو نئے قانون کے تحت ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کے پاس یہ تمام کوائف موجود ہوں اس لیے ہم نیا قانون لا رہے ہیں، تیسرا ان کا یہ کہنا تھا کہ ہم دینی مدارس کے نصاب میں کوئی مداخلت نہیں کریں گے اس قانون سے ہم صرف یہ کریں گے کہ دینی مدارس کی رجسٹریشن کرنے کے بعد دینی مدارس کا اور حکومت کا ایک رابطہ ہو اور جس حد تک ہم دینی مدارس کی امداد کر سکتے ہیں اس حد تک ہم دینی مدارس کی امداد کریں، یہ حکومت کا موقف تھا۔ ہمارا موقف یہ تھا کہ جو قانون اس سے پہلے رجسٹریشن کا تھا جس کے متعلق میں نے عرض کیا اس کے تحت ستر فی صد مدارس رجسٹرڈ ہیں، وہ آج کل کے حالات کے مطابق ہے اور وہ آج کل کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہے اس لیے ہم کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں سمجھتے، ہاں! البتہ اس قانون کے اندر آپ کو کوئی کمی نظر آتی ہے تو آپ اس کی نشان دہی کریں مثال کے طور پر اس قانون کے اندر پہلے سے یہ بات موجود ہے کہ جہاں بھی کوئی مدرسہ بنے گا، اس مدرسہ کو جو باڈی چلانے والی ہے اس کے مکمل کوائف دیئے جائیں گے، اس مدرسہ کا جو نصاب تعلیم ہو گا وہ بتایا جائے گا کہ یہاں یہ نصاب پڑھایا جائے گا اس مدرسہ کے جو قواعد و ضوابط ہوں گے وہ اپنی درخواست کے ساتھ پیش کرنا ہوں گے، اسی طرح وہ سالانہ حسابات آڈٹ کرائے گا اور اس کی آڈٹ کاپی متعلقہ رجسٹریشن آفس ہر

سال بھیجی جائے گی، یہ تمام چیزیں سابقہ قانون کے اندر موجود ہیں اس کے اندر آج کے اعتبار سے کوئی کمی نہیں ہے، اگر کوئی کمی ہے تو حکومت اس کی نشان دہی کرے اس قانون کے اندر کوئی ترمیم لائے، اس قانون کو بہتر کرے ہمارے مشورے سے، نیا قانون لانے کی کیا ضرورت ہے، نیا قانون جو لایا جارہا ہے یہ بدنیتی پر مبنی ہے یہ صرف دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کے لیے ہے اور ان کو سرکاری تحویل میں لینے کے لیے ہے اور ان کی خود مختاری کو ختم کرنے کے لیے ہے، ہمارا موقف یہ تھا کہ آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ کوئی قانون اور اقدام بھی ہم آپ کے مشورہ کے بغیر نہیں کریں گے جبکہ اس قانون کی کابینہ نے منظوری بھی دے دی ہے اور ہمیں اعتماد میں نہیں لیا گیا اس کے علاوہ آپ نے ہمیں یقین دہانی کرائی تھی، خود صدر پاکستان نے بھی، کہ ہم دینی مدارس کے اندر مداخلت نہیں کریں گے اس لیے کہ سرکاری مداخلت ہو تو ادارے تباہ ہو جاتے ہیں اور ہم یہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور یہ جو آپ کا قانون ہے یہ پہلے لفظ سے لے کر آخری لفظ تک دینی مدارس کو مکمل سرکاری کنٹرول میں لینے کا ہے اس کے بعد دینی مدارس کی آزادی کا لفظ بھی ختم ہو جاتا ہے تو اس طرح سے یہ ہمارا موقف تھا اور ہم نے حکومتی موقف مکمل طور پر مسترد کیا ہے۔

س: حکومت نے جامعہ عباسیہ کو اپنے کنٹرول میں لیا تھا جو اب اسلامی یونی ورسٹی ہے اس سے پہلے وہ مکمل طور پر ایک اسلامی دینی مدرسہ تھا کیا اب بھی حکومت کا پروگرام ایسا تو نہیں ہے کہ وہ ان مدارس کو اپنے کنٹرول میں لے کر اسی طرح کی کوئی نئی مشکل دینا چاہتی ہے؟

ج: دیکھیے جی بات یہ ہے کہ حکومت کی تحویل میں جو بھی ادارے گئے خواہ وہ مذہبی ہوں، تعلیمی ہوں، صنعتی ہوں وہ تباہ و برباد ہو گئے اور ان کا اعتراف خود جنرل مشرف نے ۱۲ جنوری کو قوم سے اپنے خطاب میں کیا اور انہوں نے یہ الفاظ کہے کہ حکومت جس ادارے کو اپنے کنٹرول میں لیتی ہے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اس لیے ہم مدارس کو اپنے کنٹرول میں لے کر تباہ و برباد نہیں کرنا چاہتے۔ میں مثال دیتا ہوں کہ آپ دیکھیے کہ پاکستان میں کچھ مسجدیں ایسی ہیں جو محکمہ اوقاف کے کنٹرول میں ہیں، ان مساجد کا اور ملک کی دوسری عام مساجد کا آپ فرق واضح طور پر محسوس کر سکتے ہیں، ان مساجد میں صفائی کا نظام، وہاں نمازوں کا اہتمام، وہاں نمازیوں کی رونق، وہاں پر درس حدیث اور درس قرآن یہ چیزیں آپ کو اس طرح نظر نہیں آئیں گی جس طرح دوسری مساجد میں نظر آتی ہیں، وہاں کا امام خطیب آئے گا ملازمت سمجھ کر جبکہ دوسری جگہ پر جو آئے گا وہ اپنا مقصد اور مشن سمجھ کر آئے گا، بھٹو کے دور میں تعلیمی ادارے نیشنلائز کیے گئے، بہت سے اسکول جو پرائیوٹ سیکٹر میں تھے انہیں سرکاری کنٹرول میں لیا گیا وہ تعلیمی ادارے ختم ہو گئے، وہاں پر تعلیم نام کی کوئی چیز نہیں رہی ان کا معیار تعلیم اور پرائیوٹ سیکٹر میں چلنے والے اداروں کے معیار تعلیم میں آپ کو واضح طور پر زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا، چنانچہ اب گورنمنٹ نے ان تمام تعلیمی اداروں کو واپس کرنے کا اعلان کیا ہے اور حکومت منتیں کر رہی ہے کہ مالکان ان کو واپس لے لیں، تو دیکھیے ایک طرف تو ان کی پالیسی یہ ہے کہ گورنمنٹ کی تحویل میں لیے گئے اداروں کو واپس کیا جائے تاکہ یہ تعلیمی معیار قائم کر سکیں، ہم نہیں اس کو چلا سکے اور دوسری طرف مدارس کو سرکاری کنٹرول میں کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ دیکھیں کہ حکومتی پالیسی میں بھی واضح تضاد ہے، عصری تعلیم کے ادارے آپ واپس کر رہے ہیں اور دینی اداروں کو آپ کنٹرول میں لینا چاہتے ہیں اور اس کے بعد آپ دیکھیں بھٹو کے زمانے میں بہت سے صنعتی ادارے نیشنلائز ہوئے، کارخانے فیکٹریاں انہوں نے سرکاری تحویل میں لیں آج وہ صنعتی ادارے بند پڑے ہیں تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ جامعہ عباسیہ کی آپ نے مثال دی ہے وہ ایک یادگار دینی علوم کی درسگاہ تھی اور بڑے بڑے جید لوگ وہاں پر موجود تھے مگر آج وہ ایک عصری تعلیم کی درسگاہ بن کر رہ گئی ہے۔ دینی علوم کا وہاں نام و نشان تک نہیں رہا۔

س: قاری صاحب آپ یہ بتائیے کہ مدرسہ آرڈیننس میں بنیادی باتیں کیا ہیں؟

ج: اس کی بنیادی بات صرف یہ ہے کہ دینی مدارس کو سرکاری کنٹرول میں لے لیا جائے، اس کا بنیادی نکتہ صرف ایک ہی ہے کہ دینی مدارس

مکمل طور پر حکومت کے کنٹرول میں آجائیں جہاں تک اس کی تفصیلات ہیں اس میں یہ ہے کہ دینی مدارس کا نصاب اور ان کا امتحان وہ سرکاری بورڈ کی نگرانی میں ہوگا، اسی طرح مدارس کے مالیات کا نظام بھی مکمل طور پر سرکاری کنٹرول میں ہوگا حتیٰ کہ یہاں پڑھانے والے اساتذہ جو ہوں گے وہ بھی ان کی مرضی سے رکھے جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا صرف ایک ہی نکتہ ہے کہ یہ مکمل طور پر دینی مدارس کو سرکاری کنٹرول میں لینے والا آرڈیننس ہے۔

س: ایک طرف تو حکومت کا یہ واضح اعلان ہے کہ ہم دینی مدارس کی آزادی کو ختم نہیں کریں گے؟

ج: میں نے کہا کہ یہ آرڈیننس ان کے اپنے دعوؤں کی نفی ہے، ان کے اپنے قول اور عمل میں تضاد ہے، ان کے کہنے اور کرنے میں فرق ہے ان کے عملی اقدامات اس بات کی نفی کر رہے ہیں کہ وہ دینی مدارس کی آزادی برقرار رکھیں گے حکومت کے عملی اقدامات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ وہ دینی مدارس کی آزادی اور خود مختاری کو ختم کرنا چاہتی ہے۔

س: حکومت کی طرف سے دینی مدارس پر اس وقت کس قسم کا دباؤ ہے؟

ج: حکومت کی طرف سے تو یہی دباؤ ہے کہ ہم نے یہ جو قانون رجسٹریشن کا بنایا ہے اس کے مطابق آپ رجسٹریشن کرائیں اور اگر نہیں کراتے تو مدرسہ بند کر دیا جائے گا، قید ہوگی، جرمانہ ہوگا لیکن الحمدللہ پہلے بھی ہم نے دفاع کیا ہے اور آئندہ بھی دینی مدارس کی آزادی اور خود مختاری کا دفاع کریں گے، ہم نے متفقہ طور پر تمام مکاتب فکر کے مدارس کے وفاقوں نے اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے پلیٹ فارم سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم دینی مدارس کی آزادی، جو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کی آزادی، ہم اپنے مفادات کے لیے نہیں چاہتے بلکہ یہ ہم اسلام کے لیے چاہتے ہیں، ملک کے لیے چاہتے ہیں، ہر قیمت پر ہم اس کا دفاع اور تحفظ کریں گے اس کے لیے ہمیں جس طرح بھی قربانی دینا پڑی، دیں گے لیکن ہم انشاء اللہ اس دباؤ کے نتیجے میں دینی مدارس کی آزادی کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔

س: مولانا آپ نے فرمایا دباؤ قبول نہیں کریں گے تو یہ دباؤ کس حد تک برداشت نہیں کریں گے؟

ج: جہاں تک اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمت دی اور طاقت، ہم اس سلسلے میں پیچھے نہیں ہٹیں گے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارا اور حکومت کا ٹکراؤ ہو ہم تصادم نہیں چاہتے ہم افہام و تفہیم اور مذاکرات سے اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں، ڈائیلاگ کے ذریعے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں اور ان غیر دانشمندانہ اقدامات سے جو ملک و ملت کے مفاد میں نہیں ہیں، جو دین کے مفاد میں نہیں ہیں ان اقدامات سے حکومت کو روک رہے ہیں سمجھا رہے ہیں اور اگر خدانخواستہ ہم اس میں کامیاب نہ ہوئے اور صورت یہ بنی کہ ہمیں اس میں مزاحمت کرنا پڑی تو ہم مزاحمت کریں گے۔

س: کیا اس سلسلے میں آپ نے کوئی لائحہ عمل تیار کیا ہے؟

ج: اس کا لائحہ عمل خود اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ تیار کرے گا اس کا اجلاس جب ہوگا اب جو ہمارے حکومت سے مذاکرات ہوئے ہیں اس میں یہ بات طے ہوئی کہ ہم دو ہفتے بعد دوبارہ ملیں گے چونکہ اس سے پہلے تو انہوں نے ہمیں اس آرڈیننس کا مسودہ اور متن نہیں دیا تھا جبکہ اصولی طور پر حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ اس آرڈیننس کو وفاقی کابینہ میں پیش کرنے سے پہلے ہمارے ساتھ اس پر مشاورت کرتے اور اگر وہ حوالہ نہیں کیا تھا تو پھر جب ہمارا اجلاس بلایا تھا اس اجلاس میں ہمیں یہ آرڈیننس دیا تو اب طے یہ ہوا کہ اس پر ہم اپنی عاملہ کے اجلاسوں میں غور کریں گے اور اپنا ایک متفقہ اور قطعی موقف تیار کر کے ہم اگلے مذاکرات میں حکومت کو دیں گے، تو اب آنے والے مذاکرات مین ہم اپنا موقف پیش کریں گے، ہم نے اس غرض کے لیے ملتان میں ۷ اجولائی کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا ہے اور اس کے علاوہ ہم نے ملک کے بڑے بڑے مہتممین اور سربراہان کو بھی بلایا ہے اور ہم نے ملک کی اہم شخصیات کو

بھی اس میں دعوت دی ہے، اجلاس میں ہم اس آرڈیننس پر تفصیلی غور کریں گے اور آنے والے بدھ کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ اپنا ایک موقف تیار کریں گے، اس کے بعد انشاءاللہ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان کا اجلاس ہوگا اور اس میں ہم اپنا ایک متفقہ موقف تیار کرنے کے بعد آئندہ مذاکرات میں حکومت کو پیش کریں گے پھر اس کے نتیجے میں ہمیں دیکھیں گے ہمارا کیا لائحہ عمل ہوگا۔

س: ماڈل دارالعلوم کا جو منصوبہ حکومت تیار کر رہی تھی اس کا کیا ہوا؟ اس میں حکومت کو کہاں تک کامیابی ہوئی؟

ج: ماڈل دارالعلوم کے منصوبے کو اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا تھا کہ یہ منصوبہ اصل میں ہمارے دینی مدارس کو ناکام کرنے کا ایک پروگرام ہے۔ اس کے باوجود ہم نے حکومت سے کہا کہ آپ جو ماڈل دینی مدارس دارالعلوم بنا رہے ہیں وہ بنائیں اس لیے کہ جب پرائیوٹ طور پر کوئی شخص بنائے تو اس کو نہیں روکا جاسکتا تو حکومت کو کون روک سکتا ہے۔ آپ بنائیں بسم اللہ کریں قوم کے سامنے ایک چیز لائیں اس سے خود ہی قوم کو اور ہمیں نتائج دیکھ کر اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارے والا نظام بہتر ہے یا آپ کا لایا ہوا نظام بہتر ہے، اب تک تو حکومت اپنے دعوؤں کے باوجود اس کا آغاز نہیں کر سکی ہم تو کہتے ہیں کہ وہ کرے اور قوم کے سامنے ایک چیز لائے۔

س: شاید حکومت نے تین ماڈل دارالعلوم قائم کیے ہیں سکھر، اسلام آباد اور کراچی میں۔

ج: نہیں اب تک تو کوئی ماڈل مدرسہ قائم نہیں ہوا ہاں البتہ یہ اعلان ہوا تھا کہ یکم محرم سے شروع ہوں گے لیکن نہ ہو سکے تاحال اعلان ہے آغاز عملی طور پر نہیں ہوا۔

س: ایف بی آئی کے لوگ جو دینی مدارس پر چھاپے مار رہے ہیں اس کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ج: ہم تو اس کو پاکستان کی آزادی اور سالمیت کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں غیر ملکی مداخلت تصور کرتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ملک میں انتشار پیدا ہوگا، پاکستان عدم استحکام سے دوچار ہوگا، حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ فوراً اس کو روکے اور اس کا سدباب کرے، حکومت نے ہم سے یہ طے بھی کیا تھا کہ اگر کسی بھی مدرسہ کے خلاف ان کو کوئی شکایت ہوگی تو حکومت متعلقہ وفاق سے پہلے رابطہ کرے گی اور اس کو اعتماد میں لے گی اور اگر کسی کارروائی کی ضرورت ہوئی تو خود حکومتی ادارے کارروائی کریں گے، کیا حکومتی ادارے ختم ہوگئے ہیں یا مفلوج ہوگئے ہیں؟ جب پاکستان کی ایجنسیاں اور فورسز موجود ہیں تو پھر یہ غیر ملکی مداخلت کیوں؟ یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ قوم اور حکومت کو لڑانے کی ایک خوفناک سازش ہے۔

س: کیا حکومت نے یہ کارروائی وفاق کو اعتماد میں لے کر نہیں کی؟

ج: نہیں ہم نے اس پر احتجاج کیا بلکہ حکومت سے براہ راست مذاکرات میں بھی ہم نے اس پر زبردست احتجاج کیا اور حکومت کا جواب یہ تھا کہ یہ خبر غلط ہے، کہیں بھی ایف بی آئی نے چھاپے نہیں مارے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، اس کی تردید کرتے ہیں، ہم نے پھر یہ بھی مطالبہ کیا کہ اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو پھر آپ اخبارات میں اس کی تردید کریں تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کی تردید دیتے ہیں مگر اخبارات اس کو نمایاں شائع نہیں کرتے، حکومت اس سے انکار کرتی ہے کہ ایف بی آئی والے چھاپے مار رہے ہیں، ان کا موقف یہ ہے کہ ہماری فورسز ہی چھاپے مار رہی ہیں، حکومت کا موقف یہ ہے کہ ایف بی آئی ہر ملک میں موجود ہے پاکستان میں بھی موجود ہے آج سے نہیں شروع سے موجود ہے اور یہ ہوتا ہے کہ ایف بی آئی کے ایجنٹوں کی مختلف ممالک میں تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اس وقت ان کے بقول بارہ تیرہ آدمی ان کے یہاں پاکستان میں موجود ہیں اور وہ صرف ہمیں تعاون مہیا کرتے ہیں ہمارے کہنے پر، وہ ایسے کہ کچھ جدید مشینری ان کے پاس موجود ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے مثال کے طور پر ۶ جولائی کے مذاکرات میں وزیر داخلہ نے یہ کہا کہ اب جتنے بھی موبائل فون ہیں ان کو تو ہم کنٹرول کر لیتے ہیں، ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ یہ موبائل فون کس کے پاس ہے کون اس کو استعمال کر رہا ہے اس کی پوزیشن

ہمیں پتہ چل جاتی ہے اور اس کو ریکارڈ بھی ہم کر لیتے ہیں لیکن جو سیٹلائیٹ ہے اس کو کنٹرول کرنے کا ہمارے پاس سسٹم نہیں ہے جبکہ ایف بی آئی کے پاس یہ سسٹم ہے، تو بہت سے ایسے لوگ جو پاکستان میں موجود ہیں اور وہ ایسی سرگرمیوں میں ملوث ہیں جو ملک کے خلاف ہیں تو سیٹلائیٹ کے ذریعے ان کا پتہ چلا کر ایف بی آئی ہمیں اطلاعات مہیا کرتی ہے، یہ ان کا موقف ہے آپ کو بیان کر رہا ہوں، اسی طرح ان کا کہنا یہ ہے کہ ای میل کو کنٹرول کرنے اور چیک کرنے کا ہمارے پاس سسٹم نہیں ہے جبکہ ایف بی آئی کے پاس یہ سسٹم بھی ہے تو اگر کوئی انٹرنیٹ کے ذریعے ای میل کے ذریعے کسی کو مسیج دیتا ہے تو وہ اس کو کنٹرول کر کے ہمارے حوالے کرتے ہیں لیکن جہاں اقدامات کی بات ہے کسی کی گرفتاری کی بات ہے اس میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں۔ ہم نے ان سے کہا کہ اگر یہ بات ایسی ہے تو روزانہ اخبارات میں یہ خبریں کیوں آ رہی ہیں اس پر آرٹیکل کیوں لکھے جا رہے ہیں اس پر اداریے کیوں لکھے جا رہے ہیں تو آپ اس کی واضح طور پر تردید کریں، ہم نے اس پر احتجاج کیا ہے۔

س: اگر حکومت مدارس کے خلاف کوئی کارروائی کرتی ہے اور مدارس اس کی مزاحمت کرتے ہیں تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ عوام کتنا ساتھ دیں گے مدارس کا؟

ج: دیکھیں عوام کو تو ساتھ دینا چاہیے اس لیے کہ یہ عوامی ادارے ہیں جہاں یہ دینی مدارس ہیں وہاں یہ عوامی ادارے بھی ہیں، عوام کے بچے یہاں پڑھتے ہیں یہاں پر غریبوں کے بچے پڑھتے ہیں اور اگر خدانخواستہ انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو غریب کے بچے کے لیے تعلیم حاصل کرنے کے دروازے بند ہو جائیں گے وہ کہیں بھی نہیں پڑھ سکے گا تو یہ ادارے معاشرے نے، سوسائٹی نے قائم کیے ہیں، قومی امانت ہیں یہ ادارے، تو قوم کا فرض ہے کہ وہ ان کا تحفظ اور دفاع کریں۔

س: مدارس پر چھاپوں سے ملکی استحکام خطرے میں نہیں پڑے گا؟

ج: ہاں بالکل! وہ اس لحاظ سے کہ جب ملک کی آزادی اور خود مختاری متاثر ہو گی تو اس ملک کا استحکام بھی متاثر ہو گا اور یہ بھی کہ پاکستان کے اپنے ادارے کسی کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے بیرونی لوگ آ کر کارروائی کریں گے تو اس سے عوام میں اشتعال پیدا ہو گا اور جب عوام میں اشتعال پیدا ہو گا تو عوام کب تک برداشت کریں گے ہو سکتا ہے کہ کسی وقت عوام کی برداشت ان کے ہاتھ سے نکل جائے اور وہ پاکستان میں سڑکوں پر نکل آئیں اور وہ احتجاج کا راستہ اختیار کریں تو اس سے ملک کا استحکام شدید خطرے میں ہو گا۔

س: کیا ایسے زبردست احتجاج کے امکانات ہیں کہ جس سے ملک کا استحکام خطرے میں پڑ جائے؟

ج: دیکھیں بات یہ ہے کہ اس طرح کے اسباب جب بڑھتے جاتے ہیں تو برداشت ایک حد تک ہوتی ہے اور جب ایک حد سے چیز بڑھتی ہے تو پھر حالات خود یہ رخ اختیار کر لیتے ہیں، ماضی میں ہم نے دیکھا کہ حالات نہیں تھے لیکن جب ایک لاوا پکا اور وہ پھٹا تو دیکھتے ہی دیکھتے پورا ملک اس کی لپیٹ میں آ گیا۔

س: موجودہ جو بے یقینی کی صورتحال ہے اس میں آپ اہل مدارس کو کیا پیغام دیں گے؟

ج: میں تو اہل مدارس سے یہی درخواست کروں گا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور انابت الی اللہ، استغفار اور وہ معمولات جو ہمارے اکابر کے تھے حفاظت کے لیے ان کا اہتمام کریں، دوسرا یہ کہ وہ اپنے اندر اتحاد، اتفاق اور یکجہتی پیدا کریں، تیسرا یہ کہ وہ آنے والے حالات میں ہر قسم کی قربانی کے لیے خود بھی تیار ہوں اور قوم کو بھی تیار کریں اور رائے عامہ ہموار کریں اور دینی مدارس کی مثبت کردار سے عوام کو آگاہ کریں، دینی مدارس کی خدمات کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کریں اور عصر حاضر کے تقاضوں کو خوب سمجھیں اور ان کے مقابلے کے لیے اپنی اپنی جگہ پر اپنے آپ کو تیار کریں۔